Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر سوم — جلد پنجم

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محدثین اہل السنۃ

باہتمام ربیع الثانی ۹۹ھ مطابق مارچ ۱۸۸۲ء

نمبر شمار	درجہ و مرتبہ	نفیس خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ بابت رسالہ	قیمت سالانہ بابت ضمیمہ
۱	عام قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	۲۴ للوعدہ	لے
۲	"	گورنمنٹ انگریزی کے معزز عہدہ داران گورنمنٹ عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹیہا	۱ روپیہ	لے
۳	عام قیمت	متوسط اہل دست	لے	۴ عہ
۴	رعایتی قیمت	کم دست جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکہیں اور رسالہ پیشگی داخل کریں	لے	۱۲ ار
	لاہی قیمت	جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکہیں مگر علم دین کی اشاعت کریں	ثواب آخرت	دعائے خیر

اشتہار

ہمکو ایک ایسے لایق منشی و معلم کی ضرورت ہی جو خط اچھا لکھنے اور خط کا جواب دینے و حساب مین پوری مہارت رکھتا ہو اور تعلیم مین ایسی لیاقت کہ فارسی کی وسطی کتابین گلستان بوستان وغیرہ بخوبی پڑہا سکتا ہو اردو کا فارسی مین فارسی کا اردو مین بامحاورہ ترجمہ کرانا اور اسطرح سے جو حکل مروج ہی بچونکو پڑہانا جانتا ہو اور خط بھی اچھا لکھتا ہو۔ تنخواہ بالفعل ۱۵ دیجائیگی بشرط ترقی کارگذاری تنخواہ بھی بڑہا دیجائیگی بعضو ریاست کی بھی خدمت کی منجملہ صفات مذکورہ اسیقدر کمی ہوگی۔

المشتہر مہتمم

التماس

خریداران شاعۃ السنہ سے جو ہمیشہ بلا طلب پیشگی عنایت فرمایا کرتے ہین انکو ہم صرف انکی سابق عنایت یاد دلاتے ہین اور جو مطالبہ پر بھی آرہے ہین انکو جگاتے ہین وہ حضرات آنکھ کھولین ۱۸۸۲ء بھی نصف گذر چکا ہی اور سہ ماہی کا پرچہ رسالہ و ضمیمہ بھی اکثر مل چکا ہی اب تک ذہنون نے بلکہ بعضے حضرات نے ۱۸۸۰ء کا فیصلہ نہین کیا اب وہ خواب غفلت سے بیدار ہوجاوین اور نام منام پکارنیکی نوبت نہ آنے دین۔ ورنہ ہم پرچا بندہ مین کسی کو بھیجنا بند کردینگے

المتمس مہتمم

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

اشتہار

(دفعہ دوم)

مقدمات عشرہ اثبات نبوت جنکی تمہید مین ہم ۱۲۹۶ ہجری مطابق ۱۸۷۹ء سے لگ رہے تھے تمام ہوئے۔ اب ہم اصل مدعا کے اثبات کے درپے ہونا چاہتے ہین لیکن قبل شروع بحث اپنے ناظرین (موافقین ومخالفین) کی خدمت مین یہہ التماس کرنا ضروری سمجھتے ہین کہ جن صاحبونکو ہمارے ان مقدمات مین (ناصحانہ یا مخاصمانہ) کلام ہو وہ قبل از شروع مقصود اسکو طے کرلین اثناء بحث مقصود مین کسی مقدمہ پر کسی شخص کا کسی قسم کا اعتراض سنا جاویگا۔ بلکہ ان مقدمات کو بطور دلایل قطعیہ مسلمہ تائید مدعا کے لئے پیش کیا جاویگا اور ہر کسیکو انکا تسلیم کرنا واجب ہوگا تمہید مقدمات صرف اسیغرض سے ہوتی ہے کہ مقدمات بطور اصول موضوعہ وعلوم متعارفہ فریقین مین مسلم قرار دیجاوین اور نظریات اختلافیہ کے فیصلہ کے لئے وہ بمنزلہ ایک حکم اور دلیل کے کام آوین وہ مقدمات معروض ذیل ہین اور ان کے دلایل و تفاصیل اشاعۃ السنہ (جلد ۲ و ۳ و ۴ و ۵) کے متعدد پرچون مین موجود ہین جنکے پاس وہ پرچے نہون وہ جس مقدمہ مین امعان نظر وکلام کرنا چاہین اسمقدمہ کا متضمن پرچہ راقم سے طلب فرماوین۔ یہہ اشتہار دو یا تین مرتبہ چھاپا جاویگا اس اثنا مین کسیسے ان مقدمات کی نسبت کچھہ اعتراض نہ کیا تو ان مقدمات کو اصول مسلمہ قرار دیا جاویگا

(مقدمہ اولی) خدا تعالی قیوم عالم موجود ہے (۲) خدا تعالی کی حقیقت ذات وصفات کا عالم خلایق کو علم نہین ہے (۳) ہر چیز موجود کے لئے محسوس ہونا ضروری نہین (۴) محال ومجہول الکنہ مین فرق ہے اول کے وجود کا انکار جایز بلکہ لازم۔ ثانی سے انکار ناجایز (۵) موجودات عالم سے جو چیز انسان کے حواس خمسہ مین نہ آوے انسان اسکو بقوت انسانی جان نہین سکتا (۶) انسان اپنی ملکی طاقت سے ایسی چیزین بھی جان سکتا ہے جو حواس خمسہ مین نہ آوین (۷) انسان اپنی فطرت سے نیک وبد کرنے نہ کرنیکا مامور ہونا چاہتا ہے (۸) مبدء فیاض (خداوند قیوم عالم) مین بخل نہین (۹) روح بہ نسبت جسم ان بخل کا محل نہونیکے ذیلوہ لایق ہے (۱۰) منجملہ اسباب علم موجودات ایک خبر صادق بھی ہے۔

التماس ہمسوا دیگران اخبارات علمی وملی وغیرہ سے خصوصاً اہل اسلام وعلی الخصوص مولفان اشاعۃ السنہ کہ غور سے ان التماس کو مطالعہ فرماکر اصلاح ورفاہ خلایق کی راہ مین ہمارا ساتھہ دین اور ہمارے ان دعوے کو کہ ہم اسلام کی خدمت مین مصروف ہین اور ہمارا مقصد اصلی اسلام کی ترقی ہے ثابت کرکے دکھلاوین۔ التماس الراقم

مین دو یا تین دفعہ چھپکر اور ہمسے اشتہار لیکر اشاعۃ السنہ کے پرچہ مین شایع ہوجاوین۔ راقم

اتفاق اہل اسلام

للہ الحمد کہ آن چیز کہ خاطر میخواست۔ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

خدایتعالی کا ہزاران ہزار شکر ہے کہ اہل اسلام کے اتفاق نے جس کے تمناء لقاے مین ہم مدت سے تہے اور سال گزشتہ سے اسکی تائید مین مصالحت آمیز اور اتفاق انگیز مضامین (مذہبی اشاعت (ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۳ مین) اشاعت مذہب اسلام (ضمیمہ نمبر ۱ جلد ۳ مین) وعلی ہذا القیاس) لکہہ رہے تہے جلوہ دکہایا اور ترقی خواہان اسلام کا شجرہ آرزو و مراد پہل لایا۔

دہلی مین عاملین بالحدیث و عاملین بالفقہ دونون فریق کے علماء کا اسپر اتفاق ہوا ہے کہ فریقین کے لوگ مسایل فرعیہ خلافیہ (رفع الیدین۔ آمین بالجہر وغیرہ) کے سبب آپسمین بغض و عناد و فساد برپا نرکہین بلکہ بجاے اسکی محبت و اتفاق پیدا کرین ان مسایل مین ہر ایک شخص اپنے مذہب کے موافق عمل رکہے دوسرے کے فعل پر طعن و توہین عمل مین نہ لاوے ایک دوسرے کے پیچہے نماز مین اقتداء کرے۔ ان امور کے اختلاف سے ایک دوسرے کے پیچہے نماز پڑہنے سے انکار نہ کرے۔

ایک فریق کے مساجد مین دوسرے فریق کے لوگ نماز پڑہین کوئی کسی مسجد سے نماز پڑہنے سے روکا نہ جاوے۔

یہہ اتفاق اس سخت و نازیبا اختلاف کے بعد ہوا ہے جس پر ہمنے اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۴ کے صفحہ ۱۸۶ مین افسوس ظاہر کیا تہا۔ الحمد للہ اس فساد کا دروازہ بند ہوا اور بجاے اسکے اس اتفاق معدن اصلاح و وفاق کا نشان قایم ہوا۔

طرفہ یہہ کہ یہہ مصالحت بطور معاہدہ تحریر مین آئی اور محکمہ کمشنری مین داخل ہوکر تصدیق ہوئی۔

اسمین ہم مسٹر ینگ صاحب کمشنر قسمت دھلی کے بھی دل سی شکر گذار ہین جنہون نے
اسمین اتفاق کی ترغیب دینے مین پرائیویٹ طور پر سعی کی اور مسلمانون کو انکی دینی معاملہ
مین پوری مدد دی -

ایسا ھی لاہور کے سرامد علماء فریقین (اہلحدیث واہل فقہ) نے اسپر اتفاق کیا ہے
اور اس باب مین فتوی تحریر کیا ہے کہ رفع یدین وآمین بالجہر مفسد نماز ومانع اقتدا نہین
ہے - حنفی لوگ جنکی مذہب مین یہہ امور مسنون نہین ہین بلا تردد اُن اہلسنت عاملین بالحدیث
کے پیچھے نماز پڑہین جو ان امور کو عمل مین لاتے ہین -

ہم اسمقام مین اُن دونون شہرون کی تحریرات کو معرض نقل مین لاکر ہدیہ ناظرین کرتے
ہین - اسکے بعد ان تحریرات کے نتیجہ سی اور مواضع کے علماء وعوام وسول کے حکام کو جنکو
ہمیشہ آمین رفع یدین کے سبب مسجدون مین نماز پڑہنے نہ پڑہنے کے مقدمات درپیش رہتے
ہین مطلع کرینگے -

نقل تحریر اتفاق ومصالحت علماء دہلی مدخلہ ومصدقہ عدالت کمشنری

نقل مطابق اصل
العبد
مقابلہ کیا گیا -
العبد
محمد شاہ خان زاد محافظ دفتر عدالت کمشنری دہلی
پنڈت شو مدت سررشتہ دار

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد چونکہ دہلی

چونکہ دہلی و دیگر امصار مین اکثر نافہم لوگون نے مسایل فروعیہ مین تنازعات بیمعنی برپا کرکے
طرح طرح کے اشتہار و رسایل مشتہر کئے ہین بارہا وہ اشتہار و رسایل ہماری نظر
سے گذرے ہرچند بطور خود اسکا انتظام و امتناع چاہا مگر نادان لوگ باز نہ آے اور خفیف
امور پر نوبت بعداوت پہنچائی ہر ایک فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از
اہلسنت والجماعت تقریرًا و تحریرًا کہنے لگا - اور باہم فساد اور عناد بڑہتا گیا - اور یہانکے
فساد سے اور بلاد و قصبات مین بہی نزاع و تکرار بین المسلمین واقع ہوی اور نوبت
بفوجداری پہنچی - حالانکہ یہہ اختلاف سلف صالحین سے چلا آیا ہے اور صحابہ کرام
اور مجتہدین عظام مین فروعی مسایل مین اختلاف رہا ہے لیکن باوجود اختلاف کے اُن
حضرات مین بغض و عناد و فساد نہ تہا - ایک دوسرے کو خارج از اہلسنت والجماعت
نہ سمجہتا تہا اور آپسمین محبت و اتحاد تہا اور آجکل لوگ اُنہین فروعی مسایل کے اختلاف
کے سبب اتفاقی حرمتون مین مبتلا ہو رہی ہین - کیونکہ ضد - اور کینہ - اور غیبت اور
عداوت - اور فساد بالاتفاق حرام ہے - جن مسایل مختلف فیہ مین اختلاف ہی وہ یہہ
ہین - نجاست آب - آمین بالجہر فی الصلوۃ - رفع الیدین فی الصلوۃ - رفع سبابہ و دیگر
مسایل اختلافیہ - بعض نے انکو حرام سمجہا - اور بعض نے سنن موکدہ - غرضکہ جادہ اعتدال
سے گذر گئے - ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نماز مین طعن و توہین سی پیش نہ آوی
اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچہے بشرط رعایت عدم مفسدات جایز ہے - پس
جو شخص کرے اسکو منع نہ کیا جاوے اور اس کے پیچہے بلاشبہ نماز پڑہنی چاہئے - اور
جو نکرے اُسپر اعتراض نہ ہو - اور فاعل افعال مذکورہ اُسکے پیچہے نماز پڑھے اور آپسمین
محبت اور اتحاد رکہین - کوئی کسیکو بُرا اور بد مذہب نجانے - مساجد مین کسی فریق
کا کوئی فریق فریقین سے مانع و مزاحم نہ ہو جیسا کہ طریقہ سلف کا تہا - اور عملدرامد متقدمین
کا رہا ہے - عامل بالحدیث اپنی طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنی طور پر - ہر ایک مسجد مین

ہر ایک اپنے عمل بجالانے کا مجاز و مختار ہے - پس ہم سب اس بات کو اشتہار دیتے ہیں کہ ہر واعظ اپنے وعظ میں دلایل تکراری و مسایل اجتہادی وغیرہ بیان نہ فرماویں - البتہ وقت تدریس حدیث شریف کے اسکے دلایل - اور کتب فقہ کی تدریس کے وقت اسکے دلایل بیان کئے جاویں - اور طعن و تشنیع نکیا جاوے علی ہذا القیاس ہر موقع تحریر پر سوائے دلایل کتب کوئی بات خلاف تہذیب نہ لکھی جاوے - اور اب جو شخص کوئی اشتہار یا کتاب ایسے مضمون کا شایع کرے جسمیں مذاہب ایمہ اربعہ یا محدثین علیہم الرضوان کی توہین شرعی ہو اسکے تدارک کی حکام والاشان سے استدعا کیجاوے - غرض کہ جو آفات و افساد اشتہارات و رسایل و تکرار امامت و اقتدا سے ہو رہے ہیں انکا انسداد بخوبی ہونا چاہیئے کہ آیندہ ایسے تنازعات پیدا نہ ہوں - اور مسلمانوں کے قلب سے کینہ و عداوت بالکل جاتا رہے - اور جس شخص کو کسی مسئلہ کا دریافت کرنا منظور ہو اسکو اختیار ہے کہ خلاف وقت وعظ جس مولوی صاحب سے اسکو عقیدت ہو دریافت کرلے - اور یہ بھی اختیار ہے کہ کسی دوسرے مولوی سے بھی دریافت کرلے لیکن منازعت و تکرار نہ کرے -

تحریر بتاریخ بست و ششم ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۹۸ھ

امام فن مناظرہ

محمد غلام اکبر خان ۱۲۸۹ھ محمدی السنی

۹۸ منصور ۱۲ انہ کان

محمد حبیب اللہ ۹۸ ابو الخیرات ۱۲

العابدین ۱۲ ابو محمد زین

۱۲۸۶ھ محمد یعقوب

محمدی السنی محمد حمایت اللہ جلیسری ۱۲۹۴

شرع رسول اللہ ۱۲۹۱ھ محمد ابراہیم خان خادم قاضی القضا

الحق محمد عبد

مدرس مدرسہ فتحپور

۹۴ زین العابدین ۱۲ محمد احمد

Signed and attested in my presence and approved by all
19/11/81 (Sd.) G. G. Young
Comm.

نقل تحریرات علماء لاہور

سوال رفع یدین وآمین مفسد نماز ہے یا نہین - اور جو امام رفع یدین وآمین بالجہر کرے اسکے پیچھے حنفی المذہب کی نماز درست ہوتی ہے یا نہین -

جواب رفع یدین بروایۃ صحیحہ مفسد صلوۃ نہین وفی العالمگیریۃ رفع الیدین لا یفسد اور یہی حال آمین بالجہر کا ہے اور حنفی المذہب کی نماز ایسے امام کے پیچھے جو اصول مین اسکا مخالف نہو اور فروع مین اسکا مخالف ہو جیسے شافعی مالکی حنبلی اور ان امور مین جو جواز صلوۃ کے لئے حنفیون مین ضروری ہین رعایۃ کرتا ہو درست ہے وفی رد المحتار وانما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لو يعلم منه ما يفسد الصلوة على اعتقاد المقتدي وعليه الاجماع -

خلیفہ حمید الدین عفی عنہ

جواب ۲ رفع یدین وآمین مفسد نماز نہین - اور جو امام یہہ کام کرے اسکے پیچھے بالاتفاق نماز جایز ہے اور جو رفع یدین کو عمل کثیر سمجھا گیا اور بناء علیہ اسکو مفسد نماز ٹھہرایا گیا ہے یہہ حنفی مذہب مین شاذ قول ہے جسپر علماء کا فتوی واعتماد نہین ہے

درمختار مین عمل کثیر کے بیان مین کہا ہے وفيها خمسة اقوال اصحها ما لا يشك بسببه الناظر من بعيد في فاعله انه ليس فيها فلا تفسد برفع يديه في التكبيرات الزوايد على المذهب وما روي من الفساد فشاذ طحطاوی مین کہا ہے قوله فشاذ اي رواية ودراية لان المختار في العمل الكثير ما ذكرناه اھ ما يقامه باليدين حلبي عن المنح - اور ملا علی قاری نے رسالہ اقتداء مخالف مین کہا ہے قال ابو اليسر اقتداء الحنفي بالشافعي غير جايز لما روي عن مكحول النسفي ان رفع اليدين في الصلوة عند الركوع والرفع منه مفسد لانه عمل كثير

قال ابن الهمام واخذ صاحب الهداية الجواز خلفهم من جهة الرواية وقد مر هذه الشذوذ تلك وقد صرح بشذوذها في النهاية والمختار في تفسير العمل الكثير ما الوراه شخص من بعيد ظنه انه ليس في الصلوة وفي الذخيرة رفع اليدين لا يفسد الصلوة وكذا في جامع الفتاوى ان من مفسد لم يعرف قرية فيها ورفع اليدين في الوتر والعيدين سنة اجماعًا اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے رسالہ فواید بہیہ مین امام عصام بن یوسف سے (جو حنفی اما مون سے ہین اور امام ابو یوسف کے شاگرد) نقل کیا ہے کہ وہ نماز مین رفعیدین کیا کرتے - پھر کہا ہے کہ انکے فعل سے معلوم ہوا کہ حنفی مذہب مین رفع یدین نماز کا مفسد نہین ہے اور اس فعل سے حنفی اپنے مذہب سے خارج نہین ہوتا چنانچہ کہا ہے وفی طبقات القاری عصام بن یوسف روی عن ابن المبارك والثوری وشعبة وکان صاحب حدیث یرفع یدیه عند الرکوع وعند الرفع الراس منه انتهی قلت یعلم منه لبطلان روایة مکحول عن ابی حنیفة ان من رفع یدیه فی الصلوة فسدت صلوته التی اغتر امیر کاتب الاتقانی بها کما مر فی ترجمته فان عصام بن یوسف وکان من ملاذمی ابی یوسف وکان یرفع فلو کان لتلك الروایة اصل لعلم بها ابو یوسف وعصام وسیاق التفصیل فی بطلان تلك الروایة فی ترجمة مکحول انشاء الله تعالی ویعلم ایضًا ان الحنفی لو ترك فی مسئلة مذهب امامه لقوة دلیل خلافه لا یخرج به عن ربقة التقلید فی صورة ترك التقلید الاتری الی ان عصام بن یوسف ترك مذهب ابی حنیفة فی عدم الرفع ومع ذلك هو معدود فی الحنفیة ویؤیده ما حکاه اصبغ الفتاوی المعتمدة من اصحابنا من تقلید ابی یوسف یوما الشافعی فی طهارة القلتین -

یہہ رفعیدین کی نسبت علماء کے اقوال ہین ایسا ہی آمین وغیرہ امور جو ایک مذہب مین

سنت ہین اور دوسرے مین مکروہ سمجھی جاتی ہین علماء نے کہا ہے کہ ایسے افعال کرنیوالے کے پیچھے حنفی کی نماز درست ہے ملا علی قاری نے رسالہ اقتداء المخالف مین کہا ہے۔ ثم المواضع المهتمة للمراعات فی حق المخالف ان یتوضا من الفصد والحجامة وکذا وکذا الی ان قال واما مراعاة بعض الافعال التی هی سنة عند المخالف ومکروه عند غیره کرفع الیدین فی حالة الاشتعال وکجهر البسملة واخفائها وبسط الیدین فی القنوت وغیرها فهذا وامثالها مما لا یمکن الجمع بینهما ولا یتصور الخروج من عهدة خلافهما فکل یتبع مذهبه ولا یمنع مشربه۔

قد اجاد واصاب فیما افاد واجاب
ابو عبد البر محمد غضنفر اللودیانی

الجواب رفع الیدین لا یفسد الصلوٰة لانه من اعمال الصلوٰة کما ثبت بالاحادیث الصحیحة وکل ما کان من اعمال الصلوٰة لا یفسد الصلوٰة بل یصح الصلوٰة واما ما قال من الحنفیة ان رفع الیدین عمل کثیر فقد اخطاء فان العمل الکثیر شرطه ان لا یکون من اعمال الصلوٰة بل یکون مما ینافی الصلوٰة ورفع الیدین من اعمال الصلوٰة فکیف یستقیم کونه عملاً کثیراً فافهم۔ وعلی هذا لا احتاج الی اختیار معنی من معانی العمل الکثیر ونرجح بعضها علی بعض کما ذهب الیه من ذهب من العلماء هذا هو طریق السداد ومن دونه خرط القتاد۔ کتبه محمد عبد الحکیم الکلانوری اللاهوری

المجیب مصیب محمد ابو عبد العزیز۔ العبد رحیم اللہ۔ قد اصاب من اجاب غلام اللہ قصوری

اس اتفاق وتحریرات کا نتیجہ جسکی طرف ہم خواص وعوام اور سول کے حکام کو توجہ دلانا چاہتے ہین یہ ہے کہ دہلی ولاہور دونون شہر زمانہ قدیم سے اسوقت تک دار العلم ودار السلطنت چلے آئے ہین اور یہانکے علماء بھی اکثر بلاد ہندوستان وپنجاب مین فتوی وفیصلہ کے باب مین مستند ومعتمد علیہ رہے ہین۔ پس جب یہانکے علماء فریقین نے ان مسایل خلافیہ رفع یدین وآمین وغیرہ مین یہ اتفاق وفیصلہ کیا ہے تو اور شہر کے خواص وعوام کو تقلیداً اخواہ تحقیقاً انکی متابعت ومواقفت

مسجدون مین رفع یدین کرنے یا امام ہونے کی درخواست کرتے ہین) اس اتفاق کے موافق فیصلہ کرنا مناسب ہے کہ کسی فریق کو کسی مسجد مین رفع یدین کرنے یا کسی اور بات کی پابندی کیلئے مجبور کرنا جائز نہین ورنہ بعض اضلاع (گورداسپور وہوشیارپور وغیرہ) مین ایسا ہوتا ہے کہ وہابی حکام مجسٹریٹ ابتدائی عدالت کو منسوخ کرنا پڑا۔

تکملہ

مضمون مصالحہ

اس معاہدہ و تحریرات مین جو رعایت مفسدات کی شرط لگائی گئی - اور اس شرط سے اقتدا مخالف کو بالاجماع صحیح کہا گیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر امام اُن امور کی رعایت کرلیا کرتا ہے جو مقتدی کے اعتقاد مین مفسد نماز ہین - تو ایسے شخص کے پیچھے بالاتفاق اقتدا صحیح ہے - اور اسی شرط پر دہلی مین معاہدہ ہوا ہے اور اس پر علما حنفیہ لاہور کا اتفاق ہے -

اِس تکملہ مین ہم یہہ بیان کرنا چاہتے ہین کہ اگر امام ایسا فعل کرے جو مقتدی کے خیال مین مفسد نماز ہو مثلاً امام فصد کرا کر بلا وضو جدید نماز پڑھا دے جسکو حنفی مقتدی مفسد نماز جانتا ہے یا شرمگاہ کو ہاتھ لگا کر بلا تجدید وضو امام بنجا دے جس کو شافعی مفسد نماز خیال کرتا ہے تو ایسے امام کے پیچھے اس مقتدی مخالف کی نماز جایز ہوئے مین (گو حنفیہ دہلی و لاہور کا اتفاق نہین ہے) سلف صالحین دایمہ مجتہدین دایمہ اربعہ وغیرہ کا کیا قول ہے ؟

ہمارے خیال مین سلف صالحین صحابہ و تابعین دایمہ مجتہدین کے نزدیک تو ایسے شخص کے پیچھے بھی مقتدی مخالف کی نماز ہو جاتی ہے - اور یہی امر حدیث صحیح سے ثابت ہے عدم جواز نماز صرف متاخرین کا قول ہے سو بھی اتفاقی نہین ہے - اکثر متاخرین قایل عدم جواز ہین - بعض انمین بھی قایل جواز اقتدا ہین - وہ کہتے ہین اس باب مین امام کے اعتقاد کا لحاظ ضروری ہے کہ آیا جو فعل وہ کرتا ہے اسکو اپنے خیال مین صحیح سمجھتا ہے یا نہین اگر وہ اسکو صحیح سمجھتا ہے اور اسکی نماز اپنے اعتقاد مین درست ہے تو مقتدی کی نماز بھی اس کے پیچھے ہو جاتی ہے - کیونکہ ان مسایل اختلافہ مین خطا بالیقین ثابت نہین ہوتی جسپر مخالف کی نماز کو جسکو وہ اپنے نزدیک صحیح سمجھتا ہے باطل قرار دیا جاوے

کتاب درمختار مین (جو حنفی مذہب مین بڑی معتبر کتاب ہے) مسئلہ عدم جواز اقتداء

قال فی الدر المختار قلت وهذا (ای عدم جواز الاقتداء) بناء علی ان العبرة لرای المقتدی وهو الاصح وقیل لرای الامام وعلیه جماعة قال فی النهایة وهو قیس وعلیه فیصح الاقتداء وان کان الاحتیاط

بصورت عدم رعایت امور مفسدہ بیان کرکے کہا ہے کہ اس عدم جواز کی بناء اسپر ہے کہ اس باب مین مقتدی کے اعتقاد کا اعتبار ہے۔ یہہ روایت اصح ہے بعض کا قول ہے کہ امام کے اعتقاد کا اعتبار ہے اسپر ایک جماعت علماء کا اتفاق ہے۔ کتاب نہایہ مین کہا ہے کہ یہی قیاس کے موافق ہے

بناءً علیہ اقتداء امام مخالف جایز ہے اگرچہ وہ امور مفسدہ کے (رعایت سے) احتیاط نہ کرے۔

طحطاوی نے شرح درمختار مین اکثر متاخرین سے مقتدی کے اعتقاد کا معتبر ہونا نقل

قال الطحطاوی بعد ما نقل عن الکمال ان الاعتبار لرای المقتدی وقیل لرای الامام وعلیه الهندوانی وجماعة قال فی النهایة وهو قیس وعلی هذا فیصح وان لم یحتط - وهکذا فی النهر الفائق

کرکے کہا ہے بعض متاخرین کے نزدیک اعتقاد امام کا اعتبار ہے اور اسی پر امام ہندوانی اور ایک جماعت ہے نہایہ مین ہے کہ یہی قیاس کے موافق ہے بنا بران مخالف امام کے پیچھے نماز درست ہے اگرچہ وہ احتیاط نکرتا ہو

ایسا ہی نہر الفائق مین ہے۔

حموی نے شرح اشباہ والنظائر مین کہا ہے کہ ابوبکر رازی نے ذکر کیا ہے کہ حنفی کا اقتداء

ذکر ابوبکر الرازی ان اقتداء الحنفی فی الوتر بمن یسلم علی راس رکعتین صحیح ویصلی بقیة الوتر لان امامه لم یخرج بسلامه

سے اس شخص (شافعی وغیرہ) کے پیچھے جایز ہے جو وتر کی دو رکعت پر سلام پھیر دے حنفی مقتدی اسکے ساتھ ہی اپنی ایک رکعت

عنده لانه مجتهد فيه كما لو اقتدى بامام قد رعف ورأى الامام انه لا ينقض وضوئه صح الاقتداء لان طهارة الامام صحيحة عنده وهو مجتهد فيه -

باقیماندہ پوری کرے کیونکہ اسکا امام اپنے خیال مین اس سلام سے نماز وتر سے خارج نہین ہوا کیونکہ یہہ امر اختلافی اجتہادی ہے - جیسے اگر وہ (حنفی مقتدی) اپنے امام کا اقتداء کرے جسکی نکسیر پہوٹے اور وہ بلا وضو جدید نماز پڑہ لے اور وہ یہہ اعتقاد رکہتا ہو کہ نکسیر سے وضو نہین ٹوٹتا تو اسکے پیچہے حنفی کی نماز درست ہے کیونکہ امام کا وضو اسکے اپنے اعتقاد مین قایم ہے - اور یہہ امر بھی اختلافی و اجتہادی ہے (جسمین کسی جانب خطا کا یقین نہین ہو سکتا -) محقق حنفیہ کمال الدین ابن الہمام نے کہا ہے کہ ہماری اوستاد سراج الدین

قال الشيخ محقق الحنفية كمال الدين ابن الهمام وكان شيخنا سراج الدين يعتقد قول الرازي وانكر ان يكون فساد الصلوة بذلك مرويا عن المتقدمين حتى ذكرته بمسئلة الجامع في الذين تحروا في الليلة المظلمة وصلى كل الى جهة مقتدين باحدهم فان جواب المسئلة ان من علم منهم بحال امامهم فسدت صلوته لاعتقاده ان امامه على الخطأ -

امام ابوبکر رازی کے قول کو (جسمین اعتقاد امام کو معتبر ٹہرایا ہے) پسند کرتے اور فساد نماز کا متقدمین ائمہ سے مروی ہونا تسلیم نہ کرتے یہانتک کہ مینے انکو (امام محمد کی) جامع کا یہہ مسئلہ جتایا کہ جو لوگ اندہیری رات مین اٹکل سے جہت قبلہ مقرر کرکے نماز پڑہین اور ہر ایک کسی کسی جانب مونہہ کرلے اور وہ سب ایک امام کے مقتدی ہون تو انکی نسبت اس کتاب کا یہہ حکم ہے کہ جو شخص امام کا حال جانتا ہو (کہ وہ سمت قبلہ پر نہین) اسکی نماز صحیح نہین ہے کیونکہ اسکے اعتقاد مین اسکا امام خطاء پر ہے -

اس قول ابن الہمام سے اگرچہ یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بعض مسایل مین اعتقاد مقتدی کا معتبر ہونا امام محمد سے مروی ہے مگر ساتہہ اسکے یہہ بات بہی ثابت ہوتی ہے کہ خاصکر مسئلہ اقتدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

غیر محتاط مین ان ائمہ سی کچھہ مروی نہین ہے اگر کچھہ اس باب مین ان سی مروی ہوتا تو شیخ ابن الہمام کے اوستاد سراج الدین اس سے انکار نہ کرتے - اور شیخ ابن الہمام بھی اس انکار کے جواب مین یہہ مسئلہ تحری قبلہ کے پیش نہ کرتے - بلکہ خاص اسی قول کو پیش کرتے - ومع ہذا جو کچھہ ابن الہمام نے ان کے انکار کے مقابلہ مین پیش کیا ہے اور اس سے اور بزعم خود اعتقاد مقتدی کا ملحوظ ہونا امام محمد سے ثابت کیا ہے یہہ امر متنازعہ فیہ سی کچھہ تعلق نہین رکہتا اور اسکی تائید کرتا ہے کیونکہ اسمین ایک امر قطعی الثبوت (استقبال کعبہ) مین امام و مقتدی کے مخالفت کے حکم کا بیان ہے جسمین مقتدی اپنے امام کو یقیناً خطا پر سمجہتا ہے اور متنازع فیہ امام و مقتدی کے ایسے اجتہادی امور مین مخالفت کا حکم ہی (جسمین خطاء امام بالیقین معلوم نہین ہوسکتی) اسی نظر سی ملا علی قاری نے رسالہ اقتداء مخالف مین امام ابن الہمام کے اس قول کو نقل کرکے اسکا یہی جواب دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ

واجیب عن ہذا بان فساد صلوۃ المقتدی فی مسئلۃ التحری لا یستلزم فساد صلوتہ فیما ذکرہ الرازی لان المقتدی فی الصورۃ الاولی یعتقد ان امامہ اخطا فیما ہو قطعی الثبوۃ فی الصلوۃ وہو استقبال القبلۃ وفی الثانیۃ یعتقد ان امامہ اخطاء فی امر ظنی مجتہد فیہ فشتان بینہما - (رسالہ اقتداء مخالف علی قاری)

مسئلہ تحری قبلہ مین مقتدی کی نماز فاسد ہونے سے اس صورت مین (جنکا امام رازی نے ذکر کیا ہے) مقتدی کی نماز کا فاسد ہونا ثابت نہین ہوتا کیونکہ پہلی صورت (تحری قبلہ) مین مقتدی امام کو ایسے امر مین خطا پر جانتا ہی جو قطعی الثبوت ہے اور دوسری صورت مین اسکو ایک امر ظنی مین خطا پر سمجہتا ہی پس اسمین اسمین بہت فرق ہی

یہہ ائمہ حنفیہ کے اقوال کی نقل ہے - اور جو اسباب مین صحابہ و تابعین و ائمہ ثلثہ امام مالک و شافعی و احمد بن حنبل وغیرہ کا قول و فعل منقول ہے وہ کتاب خادم زرکشی اور فتوی شیخ ابن تیمیہ حنبلی مین منقول ہی جسکا ماحصل کتاب قول السدید ابن ملا فروخ مکی مین موجود ہی - یہہ مقام اسکی نقل و اصل سے قاصر ہے -

بقیہ مضمون
حدیث نبوی
اور
نیچری وعیسائی

تربد وجهه وقال هكذا اوهكذا - متغیر ہوجاتا اور وہ حدیث بیان کرکے یہ کہدیتے ایسا ہی یا اسکی مانند آنحضرت صلعم نے فرمایا

انسؓ (صحابی) آنحضرت سے (کمی بیشی وتغیر کے خوف سے) کم روایت کرتے اور

وكان انس قليل الحديث عن رسول الله صلعم وكان اذا حدث عن رسول الله صلعم قال او كما قال رسول الله (اخرج هذه الآثار الثلثة الدارمي في كتابه المشهور بالمسند)	جب حدیث روایت کرتے یہ بھی کہدیتے یا ایسا ہی کہا اور آنحضرت نے فرمایا ہو ان تینون آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے -

فاطمہ بنت المنذر (تابعیہ) سے صحیح بخاری مین ایک حدیث منقول ہو جسمین

عن فاطمة عن اسماء عن النبي صلعم انه اوحي الي انكم تفتنون في قبوركم مثل او قريب لا ادري اي ذلك قالت اسماء من فتنة المسيح الدجال يقال ما علمك بهذا الرجل فاما المؤمن او الموقن لا ادري اي ذلك قالت اسماء فيقول هو محمد رسول الله جائنا بالبينات والهدى فاجبناه واتبعناه	یہہ ذکر ہے کہ قبر مین مومن اور منافق سے پوچھا جاویگا کہ تو اس شخص (محمد رسول اللہ) کو کیا جانتا تہا مومن کہیگا مین انکو رسول جانتا تہا منافق کہیگا افسوس مین نہین جانتا اس حدیث مین فاطمہ نے لفظ موقن کے ساتہہ لفظ موقن کو (جس کے معنی یقین کرنے اور ایمان لانیوالے کے ہین) اور لفظ منافق کے ساتہہ لفظ مرتاب کو (جسکے معنی شک کرنے

هو محمد نبيّنا فيقال ثم صالحاً قد علمنا ان كنت لموقنا به واما المنافق او المرتاب لا ادري اي ذلك قالت اسماء الخ

اور مذبذب ہونیوالیکے ہین جو شک و نفاق کی صفت ہے) ذکر کیا اور ایک لفظ پر اکتفا کیا۔

عبد اللہ بن مسعود سے صحیح مسلم وغیرہ مین مروی ہے کہ (خندق کے روز) مشرکین

عن عبد الله قال حبس المشركون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلوة العصر حتى احمرت الشمس او اصفرت فقال رسول الله صلعم شغلونا عن الصلوة ملأ الله اجوافهم وقبورهم او حشى الله اجوافهم وقبورهم نارا۔ (صحیح مسلم)

نے آنحضرت کو نماز عصر سے روک رکھا یہانتک کہ آفتاب سرخ یا زرد ہوگیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ خدایتعالی انکے پیٹون اور قبرون کو آگ سے بہرے اس حدیث مین ابن مسعود نے بہرنے کے معنی لفظ ملأ اور حشی دونونکا شک کے ساتہہ استعمال کیا دونونمین سے ایک لفظ باوجود ہم معنے ہونیکے نرہنے دیا۔

ابن عمر (صحابی) سے دارمی نے روایت کیا ہے کہ عبید بن عمیر نے اُن کے

عن عبيد بن عمير انه حدث ابن عمر قال قال رسول الله صلعم مثل المنافق مثل الشاة بين الربضين او بين الغنمين فقال ابن عمر لا انما قال كذا وكذا۔ وكان ابن عمر اذا سمع من النبي صلى الله عليه وسلم لم يزد فيه ولم ينقص منه ولم يجاوزه ولم يقصر عنه۔

سامنے آنحضرت سے یہہ حدیث نقل کی منافق کی مثال اس بکرے کیسی ہے جو دو ریوڑون مین پہرتی رہتی ہے اور کی جگہہ لفظ ربضین اور غنمین دونون شک کے ساتہہ استعمال کیا تو اونہون نے فرمایا یون نہین آنحضرت نے ایسا فرمایا آپ کی عادت تہی کہ جب وہ آنحضرت سے حدیث روایت کرتے تو اسمین کچہہ کمی زیادتی

محمد بن سیرین (تابعی) سے دارمی نے نقل کیا ہے کہ ابن عون نے اُن سے

عن ابن عون قال کان الشعبی و النخعی والحسن یحدثون بالحدیث مرۃ ھکذا ومرۃ ھکذا فذکر ذلک لمحمد بن سیرین فقال اما انھم لو حدثوا به کما سمعوہ لکان خیرا لھم۔

کہا کہ شعبی اور نخعی اور حسن بصری کبھی حدیث کو ایک طرح روایت کرتے ہین کبھی اور طرح پر۔ ابن سیرین نے کہا کہ اگر وہ ویسی ہی روایت کرتے جیسے سنتے ہین تو انکے لئے یہ امر بہتر ہوتا۔

ابو معمر (تابعی) سے دارمی نے نقل کیا ہے کہ اونہون نے کہا کہ مین لفظ حدیث مین

عن ابی معمر قال انی لا سمع الحدیث لحنا فالحن ابتا عالما سمعت۔

کچھ غلط سنتا ہون تو اسکو بلحاظ اتباع سماع ویسی ہی غلط روایت کر دیتا ہون۔

اِس شک و تردد سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ و تابعین عموماً روایت بالمعنی پر اکتفا نہ کرتے نقل الفاظ کی سخت پابند تھے۔ اگر وہ صرف معنی پر نظر رکھتے تو وہ مترادف الفاظ سے ایک لفظ کو روایت مین ضرور ترک کر دیتے انکے اِس تعامل و التزام الفاظ روایت سے (جسمین کسیقدر تشدد بھی ہے (جیسا کہ ابو معمر† کے فعل مین پایا جاتا ہے) یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ حدیث کو بالمعنی روایت کرنیکا صحابہ و تابعین مین عام رواج نہ تھا اور مسئلہ جواز روایت بالمعنی پر عام عمل نہین ہوا بلکہ عام عمل اسی سے افضل اور بہتر بلفظہ حدیث کو نقل کرنے) پر ہوا ہے بعض لوگون نے جو اس جواز پر عمل کیا ہے تو نہایت کم کیا ہے اور اسمین بھی کمال احتیاط سے شک و تردد کا اظہار کر دیا ہے۔ بعض علماء نے انکے اس تعامل و اظہار شک و تردد سے روایت بالمعنی کا عدم جواز استنباط کیا ہے مگر ہمکو اس رائے سے توافق نہین ہے ہمارے نزدیک اسکا مفاد و مستنبط صرف اسی قدر ہے کہ روایت بالمعنی کا ان کے زمانہ مین رواج عام نہ تھا۔ ایسا ہی ہمسے پہلے علماء نے

† کہ غلط لفظ سنا تو اسکو غلط ہی روایت کیا صحیح نہ کر دیا۔

سمجھا اور فرمایا ہے۔

علامہ تفتازانی نے کتاب تلویح مین فرمایا ہے کہ صحابہ اہل عدالت کے ظاہر حال

الظاهر من حال عدول الصحابة نقل الحديث بلفظه ولهذا نجد في كثير من الاحاديث شك الراوي وانما استفاض النقل بالمعنى بتقرر الحديث بالرواية والتدوين - (تلویح)

اور چال سے حدیث کو بلفظ نقل کرنا پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم بہت سے احادیث مین راوی کا شک پاتے ہین۔ (یعنی اگر وہ روایت بالمعنی کا معمول رکھتے تو کسی لفظ کے اطلاق مین شک کیون کرتے) بالمعنی روایت کا رواج عام تو پیچھے ہوا ہے جبکہ حدیث کے الفاظ روایت اور تالیف سے مقرر ہو چکے۔

دراسات اللبیب مین کہا ہے اسمین شک نہین کہ صحابہ حدیث کے الفاظ بعینہا

ولا شك ان الصحابة رضي الله عنهم كانوا اكثر اعتناءً بحفظ الفاظ الحديث بعينها على بذل طاقتهم في ذلك نظرًا الى قوله صلى الله عليه وسلم في حديث التبليغ عنه فبلغ كما سمع ... ومن شدة اعتنائهم في حفظ الالفاظ شكهم وترددهم بين اللفظين وعدم اقتصارهم على احدهما حتى يظن ذلك من الدليل على عدم صحة النقل بالمعنى في اللفظين المتقاربين جدًا في المعنى كما في حديث عبد الله بن مسعود في حديث

یاد رکھنے کیطرف حتی الوسع سخت توجہ رکھتے اسمین وہ آنحضرت کے اس ارشاد کو جو تبلیغ روایت کی تاکید مین آپنے فرمایا ہے کہ "جیسی روایت سنو ویسی پہنچاوے" ملحوظ رکھتے انکی اس سخت توجہ پر ایک یہہ دلیل ہے کہ وہ دو لفظون مین شک و تردد ظاہر کرتے ان مین سے ایک لفظ پر اکتفا نہ کرتے حتی کہ اُن کے اس فعل کو عدم جواز روایت بالمعنی پر دلیل سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث نماز وسطی مین لفظ ملاء املہ اور حشی املہ جن دو لفظون

الوسطی ملاء الله اجوافهم وقبورهم نارًا او حشی الله اجوافهم وقبورهم نارًا - قال ابن عبد البر الامام ولعل لقائل ان یقول فیه متمسك لعدم روایة الحدیث بالمعنی فان ابن مسعود تردد بین ملاء الله او حشی الله ولم یقتصر علی احد اللفظین مع تقاربهما فی المعنی قال والجواب ان بینهما تفاوتًا فان قوله حشی الله یقتضی من التراکم وکثرة الجزء المحشو ما لا یقتضیه ملاء وقد قیل ان شرط الروایة بالمعنی ان یکون اللفظان مترادفین لا یقصر احدهما عن الاخر

لفظون کے معنی پر کرنے کے ہین دونون شک کے ساتہہ استعمال ہوئے ہین - امام ابن عبد البر نے کہا ہے کہ شاید کوئی کہے کہ اسمین روایت بالمعنی کے جایز نہ ہونے پر تمسک ہو سکتا ہے کیونکہ ابن مسعود نے لفظ ملاء اللہ اور حشی اللہ مین تردد کیا انمین سے ایک لفظ پر باوجودیکہ وہ قریب المعنی ہین اکتفا نہ کیا پہر کہا اس کا جواب یہہ ہے کہ ان دونون الفاظ مین فرق ہے لفظ حشی اللہ مین ٹہوسنے کے معنی پائے جاتے ہین جو لفظ ملاء مین نہین ہین اور بالمعنی روایت کی شرط یہہ ہے کہ دونون لفظ معنون مین برابر ہون ایک دوسرے سے قاصر نہ ہو

اس تعامل صحابہ کو اور ثقات نے بھی ذکر کیا ہے انکی عبارات کو عنقریب نقل کیا جاویگا اور جس حدیث کا صاحب دراسات نے اس تعامل کے تائید مین حوالہ دیا ہے اسکا پورا

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نضر الله عبدا سمع مقالتی فحفظها ووعاها فرب حامل فقه غیر فقیه ورب حامل فقه الی من هو افقه منه - (رواه الترمذی وابو داود وغیرهما)

مضمون یہہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے خدا اُس شخص کو خوش رکھے جس نے میری بات کو سنا اور پہر اسکو یاد رکہا اور دوسرے کو پہنچا دیا کیونکہ بہت لوگ سمجہہ کی بات سننے والے خود سمجہہ دار نہین ہوتے اور بہت لوگ اس بات کو ایسے لوگون کو پہنچاتے ہین جو ان سے زیادہ سمجہہ دار ہوتے ہین -

اِسحدیث سے بھی بعض بزرگون نے عدم جواز روایت بالمعنی استنباط کیا ہے چنانچہ امام رازی نے کتاب محصول مین کہا ہے کہ مخالف روایت بالمعنی کے عدم جواز پر نص اور عقلی دلیل سے استدلال کرتا ہے نص تو یہہ قول نبوی ہے کہ خدا تعالی اس شخص کو خوش رکھے جو میری بات کو سُنے اور نگاہ رکھے پھر اسکو جیسی سُنے ویسی پہنچادے وہ کہتے ہین جیسی سُنے ویسی پہنچانا تب ہی متصور ہے جبکہ بعینہ سُنے ہوئے لفظ کو سُنا اور پہنچا دیا جاوے اسمین سمجھہ دار اپنی سمجھہ سے وہ فواید نکالیگا جنکو کم سمجھہ راوی سمجھہ نہین سکتا۔

احتج المخالف بالنص والمعقول اما النص فقوله صلعم نضر الله امرأ سمع مقالتي فوعاها ثم اداها كما سمعه۔ قالوا اداءه كما سمعه هو اداءه اللفظ للسموع ويصل الفقه من هو افقه منه ومعناه والله اعلم ان الافقه ربما فطن بفضل فقهه من فوايد اللفظ لما لا يفطن له الراوي لانه ربما كان دونه في الفقه (المحصول)	الساد ستة ينبغي لمن روى حديثا

ایسا ہی طیبی نے کتاب خلاصہ مین اسحدیث سے عدم جواز روایت بالمعنی استنباط کیا ہے ولیکن ہمکو اس استنباط سے بھی توافق نہین ہے ہمارے نزدیک اسحدیث سے صرف اسقدر مستفاد ہوتا ہے کہ حدیث کا بلفظہ نقل کرنا افضل ہے۔ اور اس افضل پر صحابہ کا (جو طاعت واعمال فضیلت کے کمال شایق وراغب تھے) عمل رہا ہے چنانچہ صحابہ وراسات نے بیان کیا ہے اور اگر کسی نے احیاناً اس افضل کو ترک کرکے روایت بالمعنی کو اختیار کیا ہے تو بخوف تغیر مراد اسکے اخیر مین یہہ کہدیا ہے کہ آنحضرت نے یہہ فرمایا ہے یا ایسا ہی کچھہ اور فرمایا ہے جس سے محدثین نے ایک عام قاعدہ نکال لیا ہے کہ جو شخص بالمعنی روایت کرے وہ اسکے اخیر مین ایسے الفاظ کہدیا کرے چنانچہ امام ابن الصلاح کی کتاب علوم الحدیث مین فرمایا ہے جو شخص حدیث کو بالمعنی روایت کرے اسکے اخیر مین ایسے الفاظ کہدیا کرے کیونکہ یہہ الفاظ

حدیثا بالمعنی ان یتبعد بان یقول او کما قال او نحوہ وما اشبہ ذلک من الالفاظ وروی ذلک عن ابن مسعود وابی الدرداء وانس وغیرہم قال الخطیب والصحابۃ ارباب اللسان واعلم الخلق بمعانی الکلام ولم یکونوا یقولون ذلک الا خوفا من الزلل لمعرفتہم بالروایۃ علی المعنی من الخطر۔

ابن مسعود وابی الدرداء وانس وغیرہ سے مروی ہین خطیب بغدادی نے کہا ہے صحابہ اہل زبان عرب تھے اور سب لوگون سے معنی کلام عرب کو زیادہ جاننے والے وہ ان الفاظ کو بخوف لغزش استعمال کرتے کیونکہ وہ اس خوف کو جو روایت بالمعنی ہین ہے پہچانتے تھے۔

بالجملہ صحابہ وتابعین کے تعامل اور اس تعامل کے اصل دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ بالمعنی روایت کا صحابہ مین عام رواج نہ تھا بعض لوگون سے یہہ عمل پایا گیا ہے سو بھی نہایت کم۔

اب رہی انسے پہلے محدثین وکتب حدیث کے مصنفین جنکے زمانہ مین الفاظ حدیث مقرر ومنضبط ہوجانیکے سبب روایت بالمعنی کا رواج ہوگیا تھا چنانچہ عبارت تلویح سے جو بصفحہ (۸۳) منقول ہوئی معلوم ہوتا ہے انکی نسبت بھی عام رواج روایت بالمعنی کا دعوی تو کسیوجہ سے صحیح نہین ہوسکتا۔ البتہ یہہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ان کے زمانہ مین بہ نسبت سابق کسیقدر زیادہ اسکا رواج ہوگیا تھا مگر اس سے انکی کل مرویات کا یا خاص ان حدیثون کا جنکو اونہون نے بالمعنے روایت کیا ہے یقینی اعتبار کے لایق ہونا ثابت نہین ہوتا۔ جن لوگون نے بالمعنی روایت کی ہے ان کے نزدیک اس روایت کے لئے ایسی احتیاط کی سخت شرطین مقرر ہین کہ ان کی شروط کے لحاظ سے معنی مراد ہین کبھی تغیر واقع نہین ہوتا اور نہ اس روایت کا جو بالمعنی مروی ہے اعتبار کم ہوتا ہے۔

وہ شروط کئی ہین جن سبکا مآل وماحصل یہہ ہے کہ حدیث کو بالمعنی وہی شخص روایت کرے

جو کلام و محاورات عرب سے خوب واقف و ماہر ہو اور ان تغیرات کو جو تقدیم و تاخیر و تعریف و تنکیر و فصل و وصل و تخصیص و تعمیم و ایجاز و اطناب وغیرہ وجوہات کے اختلاف سے کلام میں واقع ہوتے ہیں پہچانتا ہو

چنانچہ امام فخر الدین رازی محصول میں فرماتے ہیں پانچواں مسئلہ حدیث کو بالمعنی

المسئلة الخامسة يجوز نقل الخبر بالمعنى وهو مذهب الشافعي وابي حنيفة وابي الحسين البصري خلافا لابن سيرين وبعض المحدثين ولكن بشرائط ثلثة اولها ان لا تكون الترجمة قاصرة عن الاصل في الافادة وثانيها ان لا يكون فيها زيادة ولا نقصان وثالثها ان يكون الترجمة مساوية للاصل في الخفاء والجلاء لان الخطاب يقع تارة بالمحكم وتارة بالمتشابه لحكم واسرار اشتأثر الله بعلمها فلا يجوز تغييرها عن وضعها (محصول)

روایت کرنا جایز ہے اور یہی شافعی و ابو حنیفہ و ابو الحسین بصری کا قول ہے حسین ابن سیرین (تابعی) اور بعض محدثین کا خلاف ہے لیکن جواز کے لئے تین شرطیں ہیں ایک یہ کہ وہ لفظ جس میں معنی اصل لفظ کو بیان کیا جاتا ہے معنی کے بیان میں اصل لفظ سے کمتر نہو دوسری یہ کہ اسمیں کچھ زیادتی و نقصان نہو تیسری یہ کہ وہ لفظ اصل لفظ سے ظاہر المعنی و خفی ہونے میں برابر ہو کیونکہ شارع کا خطاب کبھی واضح و یقینی نص سے ہوتا ہے کبھی محتمل الفاظ سے۔ اُن حکمتوں اور بھیدوں کی نظر سے جنکو غیر خدا کوئی نہیں جانتا اسلئے ان کو اصل وضع سے بدلنا جایز نہیں۔

اور امام ابن الصلاح نے علوم الحدیث میں فرمایا ہے پانچویں تعریع جب کوئی

والخامس اذا اراد رواية ما سمعه على معناه دون لفظه فان لم يكن عالما عارفا بالالفاظ ومقاصدها

اپنی سُنی ہوئی روایت کو بالمعنی اصل الفاظ کے سوا نقل کرنا چاہے تو اگر وہ عالم نہیں ہے جو الفاظ و اغراض

(باقی آیندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah.